چھٹا باب

رفع یدین کرنا منع ھے

احناف اہل سنت کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا خلاف سنت اور ممنوع ہے مگر وہابی غیر مقلدان دونوں وقت میں رفع یدین کرتے ہیں اور اس پر بہت زور دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس مسئلے کو بھی دو فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں اپنے مسئلہ کا ثبوت دوسری فصل میں اس مسئلہ پر اعتراضات مع جواب رب تعالیٰ قبول فرمائے۔

پہلی فصل

اس کے ثبوت میں

نماز میں رکوع جاتے آتے رفع یدین کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے جس پر بے شمار احادیث اور قیاس مجتہدین وارد ہیں ہم ان میں سے کچھ عرض کرتے ہیں:

حدیث ۱ تا ۴: ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن شیبہ نے حضرت علقمہ سے روایت کی:

قال قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلٰوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّٰی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح وقال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبہٖ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم التابعین٥

ترجمہ: ایک دفعہ ہم سے حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور کی نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی۔ اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کبھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اس رفع یدین نہ کرنے پر بہت سے علماء صحابہ وعلماء تابعین کا عمل ہے۔

خیال رہے کہ یہ حدیث چند وجہ سے بہت قوی ہے۔ ایک یہ کہ اس کے راوی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جو صحابہ میں بڑے فقیہ عالم ہیں۔

دوسرے یہ کہ آپ جماعت صحابہ کے سامنے حضور کی نماز پیش کرتے ہیں اور کوئی صحابی اس کا انکار نہیں فرماتے۔ معلوم ہوا کہ سب نے اس کی تائید کی۔ اگر رفع یدین سنت ہوتا تو صحابہ اس پر ضرور اعتراض کرتے کیونکہ ان سب نے حضور کی نماز دیکھی تھی۔

تیسرے یہ کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو ضعیف نہ فرمایا بلکہ حسن فرمایا۔

چوتھے یہ کہ امام ترمذی نے فرمایا کہ بہت علماء صحابہ تابعین رفع یدین نہ کرتے تھے۔ ان کے عمل سے اس حدیث کی تائید ہوئی۔

پانچویں یہ کہ امام ابوحنیفہ جیسے جلیل القدر عظیم الشان مجتہد وقت نے اس کو قبول فرمایا اور اس پر عمل کیا۔

چھٹے یہ کہ عام امت رسول کا اس پر عمل ہے۔

ساتویں یہ کہ یہ حدیث قیاس وعقل کے بالکل مطابق ہے جیسا کہ ہم آئندہ عرض کریں گے انشاء اللہ ان وجوہ سے ضعیف حدیث بھی قوی ہو جاتی ہے چہ جائیکہ یہ حدیث تو خود بھی حسن ہے۔

حدیث۵: ابن شیبہ نے حضرت براء ابن عازب سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ ثم لایرفعھا حتٰی یفرغ o

ترجمہ: حضور ﷺ جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھاتے تھے۔

خیال رہے کہ حدیث براء ابن عازب کو ترمذی نے اس طرح نقل فرمایا کہ فی الباب عن البراء۔

حدیث۶: ابوداؤد نے حضرت براء ابن عازب سے روایت کی:

قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لم یرفعھما حتٰی انصرف o

ترجمہ: میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھائے۔

حدیث۷: طحاوی شریف نے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہٗ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود o

ترجمہ: وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر کبھی نہ اٹھاتے تھے۔

حدیث ۸ تا ۱۴: حاکم و بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس و عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترفع الایدی فی سبع مواطن عند افتتاح الصلوٰۃ و استقبال البیت و الصفا و المروۃ و الموفقین و الجمرتین o

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ سات جگہ ہاتھ اٹھائے جائیں نماز شروع کرتے وقت کعبہ شریف کے سامنے منہ کرتے وقت صفاء مروہ پہاڑ پر اور دو موقف منیٰ و مزدلفہ میں اور دونوں جمروں کے سامنے۔

یہ حدیث بزار ۱۰ نے حضرت ابن عمر سے، ابن ابی شیبہ ۱۱ نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے، بیہقی ۱۲ نے حضرت ابن عباس سے، طبرانی ۱۳ اور بخاری ۱۴ نے المفرد میں عبداللہ ابن عباس سے کچھ فرق سے بیان کی۔ بعض روایات میں نماز عیدین کا بھی ذکر ہے۔

حدیث ۱۵: امام طحاوی نے حضرت مغیرہ سے روایت کی کہ میں نے ابراہیم نخعی سے عرض کیا کہ حضرت وائل نے حضور کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے تو آپ نے جواب دیا:

ان کان وائل راٰہ مرۃ یفعل ذالک فقد راٰہ عبداللہ خمسین مرۃ لایفعل ذالک o

ترجمہ: اگر حضرت وائل نے حضور کو ایک بار رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود نے حضور کو پچاس مرتبہ رفع یدین نہ کرتے دیکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود کی حدیث بہت قوی ہے۔ کیونکہ وہ صحابہ میں فقیہ عالم ہیں۔ حضور کی صحبت میں اکثر رہنے والے، نماز میں حضور سے قریب تر کھڑے ہونے والے ہیں۔ کیونکہ حضور کے قریب وہ کھڑے ہوتے تھے جو عالم و عاقل ہوتے تھے جیسا کہ روایت میں وارد ہے۔

حدیث ۱۶ تا ۱۷: طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی:

قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ o

ترجمہ: کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی آپ نماز میں پہلی تکبیر کے سوا کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

حدیث ۱۸: عینی شرح بخاری نے حضرت عبداللہ ابن زبیر سے روایت کی:

انہٗ رایٰ رجلا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسہٖ من الرکوع فقال لہٗ لاتفعل فان ھٰذا شیء فعلہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہٗo

ترجمہ: کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکو سے اٹھتے وقت دیکھا تو اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو کیونکہ یہ وہ کام ہے جو حضور نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع کے آگے پیچھے رفع یدین منسوخ ہے۔ جن صحابہ سے یا حضور ﷺ سے رفع یدین ثابت ہے وہ پہلا فعل ہے بعد میں منسوخ ہوگیا۔

حدیث ۱۹ تا ۲۰: بیہقی و طحاوی شریف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

انہٗ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوۃ ثم لا یرفع شیء منھاo

ترجمہ: کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

حدیث ۲۱: طحاوی شریف نے حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال رایت عمر ابن الخطاب رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ لایعود وقال حدیث صحیحo

ترجمہ: میں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۲۲: ابوداؤد شریف نے حضرت سفیان سے روایت کی:

حدثنا سفیان اسنادہٗ بھٰذا قال فرفع یدیہ فی اول مرۃ وقال بعضھم مرۃ واحدۃo

ترجمہ: حضرت سفیان اسی اسناد سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے پہلی بار ہی ہاتھ اٹھائے بعض راویوں نے فرمایا کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے۔

حدیث ۲۳: دارقطنی نے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

انہٗ رایٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتٰی حاذیٰ بھما اذنیہ ثم لم یعد الیٰ شیء من ذالک حتٰی فرغ من صلوٰتہٖo

ترجمہ: کہ انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا جب کہ حضور نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے اٹھائے کہ کانوں کے مقابل کر دیے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث۲۴: امام محمد نے کتاب الآ ثار میں حضرت امام ابوحنیفہ عن حماد عن ابراہیم نخعی سے اس طرح روایت کی:

انہٗ قال لا ترفع الایدی فی شیء من صلوٰتك بعد المرۃ الاولیٰ o

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ پہلی بار کے سوا نماز میں کبھی ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

حدیث۲۵: ابوداؤد نے براء ابن عازب سے روایت کی:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الٰی قریب من اذنیہ ثم لایعود o

ترجمہ: بیشک حضور ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے تھے پھر عود نہ کرتے۔

رفع یدین کی ممانعت کی اور بہت سی احادیث ہیں۔ہم نے یہاں بطور اختصار صرف پچیس روایتیں پیش کر دیں اگر شوق ہو تو موطا امام محمد، طحاوی شریف، صحیح البہاری شریف کا مطالعہ فرماویں۔

آخر میں ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا وہ مناظر پیش کرتے ہیں جو رفع یدین کے متعلق مکہ معظّمہ میں امام اوزاعی سے ہوا، ناظرین دیکھیں کہ امام اعظم کس پایہ کے محدث ہیں اور کتنی قوی الاسناد حدیث پیش فرماتے ہیں۔

امام ابومحمد بخاری محدث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان ابن عینیہ سے روایت کی کہ ایک دفعہ حضرت امام اعظم اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما کی مکہ معظّمہ میں دارالحناطین میں ملاقات ہوگئی۔تو ان بزرگوں کی آپس میں حسب ذیل گفتگو ہوئی۔ سنیئے اور ایمان تازہ کیجئے۔ یہ مناظرہ فتح القدیر اور مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ میں بھی ذکر ہے۔

امام اوزاعی: آپ لوگ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔

امام ابوحنیفہ: اس لئے کہ رفع یدین ان موقعوں پر حضور سے ثابت نہیں۔

امام اوزاعی: آپ نے یہ کیا فرمایا میں آپ کو رفع یدین کی صحیح حدیث سناتا ہوں:

حدثنی الزھری عن سالم عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہٗ کان یرفع یدیہ اذا افتتاح الصلوٰۃ وعند الرکوع وعند الرفع منہ o

ترجمہ: مجھے زہری نے حدیث بیان کی انہوں نے سالم سے سالم نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ ہاتھ اٹھاتے تھے جب نماز شروع فرماتے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت۔

امام اعظم: میرے پاس اس سے قوی تر حدیث اس کے خلاف موجود ہے۔

امام اوزاعی: اچھا فوراً پیش فرمایئے۔

امام اعظم: لیجئے سنئے:

حدثنا حماد عن ابراهيم علقمة والاسود عن عبدالله ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لايرفع يديه الا عند افتتاح الصلوٰة ثم لا يعود لشيء من ذالكo

ترجمہ: ہم سے حضرت حماد نے حدیث بیان کی انہوں نے ابراھیم نخعی سے انہوں نے حضرت علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے کہ نبی ﷺ صرف شروع نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی وقت نہ اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: آپ کی پیش کردہ حدیث کو میری پیش کردہ حدیث پر کیا فوقیت ہے جس کہ وجہ سے آپ نے اسے قبول فرمایا اور میری حدیث کو چھوڑ دیا۔

امام اعظم: اس لئے کہ حماد زہری سے زیادہ عالم فقیہ ہیں۔ اور ابراہیم نخعی سالم سے بڑھ کر عالم وفقیہ ہیں۔ علقمہ سالم کے والد عبداللہ ابن عمر سے علم میں کم نہیں اسود بہت ہی بڑے متقی فقیہ وافضل ہیں۔ عبداللہ ابن مسعود فقہ میں قراءت میں حضور ﷺ کی صحبت میں حضرت ابن عمر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں کہ بچپن سے حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ چونکہ ہماری حدیث کے راوی تمہاری حدیث کے راویوں سے علم وفضل میں زیادہ ہیں۔ لہٰذا ہماری پیش کردہ حدیث بہت قوی اور قابل قبول ہے۔

امام اوزاعی: خاموش

غیر مقلد وہابی صاحبان امام صاحب کی یہ اسناد دیکھیں اور اس میں کوئی نقص نکالیں امام اوزاعی کو بجز خاموشی کے چارہ کار نہ ہوا۔ یہ ہے امام اعظم کی حدیث دانی اور یہ ہے ان کی حدیث کی اسناد۔ اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ ضد کا کوئی علاج نہیں۔ یہ لمبی لمبی اسنادیں اور ان میں ضعیف راویوں کی شرکت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد کی پیداوار ہیں۔ امام صاحب نے جو بھی حدیث قبول فرمائی وہ نہایت صحیح ہے۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ رکوع میں رفع یدین نہ ہو کیونکہ تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین ہو۔ اور تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ سجدہ اور قعدہ کی تکبیروں میں رفع یدین نہ ہو۔ رکوع کی تکبیر میں اختلاف ہے دیکھنا چاہئے کہ رکوع کی تکبیر، تکبیر تحریمہ کی طرح ہے یا سجدہ اور التحیات کی تکبیروں کی طرح۔ غور کرنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ تکبیر، تکبیر تحریمہ کی طرح نہیں ۔ بلکہ سجدہ اور التحیات کی تکبیروں کی طرح ہے۔ کیونکہ تکبیر تحریمہ فرض ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور رکوع وسجدے کی تکبیریں سنت کہ ان کے بغیر بھی نماز ہو جاوے گی۔ تکبیر تحریمہ نماز میں صرف ایک دفعہ ہوتی ہے۔ رکوع سجدے کی تکبریں بار بار ہوتی ہیں۔ تکبیر تحریمہ سے اصل نماز شروع ہوتی ہے، رکوع سجدے کی تکبیروں سے رکن نماز شروع ہوتا ہے نہ کہ اصل نماز۔ تکبیر تحریمہ نمازی پر دنیاوی کام کھانا پینا وغیرہ حرام کرتی ہے۔ رکوع سجدہ کی تکبیروں کا یہ حال نہیں۔ ان سے پہلے ہی یہ حرمت آ چکی ہے تو جب رکوع کی تکبیر، سجدہ کی تکبیر کی طرح ہوئی نہ کہ تکبیر تحریمہ کی طرح۔ تو چاہیئے کہ رکوع کی تکبیر کا بھی وہ ہی حال ہو تو جب رکوع کی تکبیر، سجدہ کی تکبیر کی طرح ہوئی نہ کہ تکبیر تحریمہ کی طرح۔ تو چاہیئے کہ رکوع کی تکبیر کا بھی وہ ہی حال ہو جو سجدہ کی تکبیر کا حال ہے۔ یعنی ہاتھ نہ اٹھانا۔ لہٰذا حق یہ ہے کہ رکوع میں رفع یدین ہرگز نہ کریں (از طحاوی شریف)۔

خلاصہ یہ ہے کہ رفع یدین بوقت رکوع حضور ﷺ کی سنت اور حضرات صحابہ خصوصاً خلفاء راشدین کے عمل کے خلاف ہے، عقل شرعی کے بھی مخالف۔ جن روایات میں رفع یدین آیا ہے وہ تمام منسوخ ہیں۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۸ میں صراحۃً مذکور ہے یا وہ سب مرجوح اور نا قابل عمل ہیں۔ ورنہ احادیث میں سخت تعارض واقع ہوگا۔

یہ بھی خیال رہے کہ نماز میں سکون و اطمینان چاہیئے۔ بلا وجہ حرکت و جنبش مکروہ اور سنت کے خلاف ہے۔ اس ہی لئے نماز میں بلا ضرورت پاؤں ہلانا، انگلیوں کو جنبش دینا ممنوع ہے۔

رفع یدین نماز میں بلا ضرورت جنبش ہے۔ تو رفع یدین کی حدیثیں سکون نماز کے خلاف ہیں اور ترک رفع کی حدیثیں سکون نماز کے موافق۔ لہٰذا عقل کا بھی تقاضا ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کی حدیثوں پر عمل ہو۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

غیر مقلد وہابیوں کی طرف سے اب تک مسئلہ رفع یدین پر جو اعتراضات ہم تک پہنچے ہیں۔ ہم نہایت متانت سے تفصیل وار مع جوابات عرض کرتے ہیں رب تعالیٰ قبول فرمائے:

اعتراض ۱: رفع یدین نہ کرنے کے متعلق جس قدر روایات پیش کی گئیں وہ سب ضعیف ہیں اور ضعیف حدیث قابل عمل نہیں ہوتی (وہی پرانا سبق)

جواب: جی ہاں صرف اس لئے ضعیف ہیں کہ آپ کے خلاف ہیں۔ اگر آپ کے حق میں ہوتیں تو اگرچہ من گھڑت موضوع بھی ہوتیں، آپ کے سر آنکھوں پر ہوتیں۔ آپ کی ضعیف ضعیف کی رٹ نے لوگوں کو حدیث کا منکر بنا دیا، واسطہ رب کا یہ عادت چھوڑو۔ ہم ضعیف کے بہت جوابات پچھلے ابواب میں عرض کر چکے۔

اعتراض ۲: ابوداؤد کی براء بن عازب والی حدیث کے متعلق خود ابوداؤد نے فرمایا:

هٰذا الحديث ليس بصحيح٥

ترجمہ: یہ حدیث صحیح نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہے پھر آپ نے اسے پیش کیوں فرمایا۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ کسی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضعیف ہو، صحیح اور ضعیف کے درمیان حسن بنفسہ، حسن بغیرہ کا درجہ بھی ہے۔ ابوداؤد نے صحت کا انکار کیا ہے نہ کہ ضعف کا دعویٰ۔ دوسرے یہ کہ ابوداؤد کا فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں جرح مبہم ہے انہوں نے صحیح نہ ہونے کی وجہ نہ بتائی کہ کون سا راوی ضعیف ہے اور کیوں ضعیف ہے۔ جرح مبہم معتبر نہیں۔ ہم ابوداؤد کے مقلد نہیں کہ ان کی ہر جرح آنکھ میچ کر مان لیں۔

اعتراض ۳: ابوداؤد آپ کی پیش کردہ حدیث نمبر ۲۵ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یزید ابن ابی زیاد ہیں۔ جن کو آخری عمر میں بھول کی بیماری ہوگئی تھی۔ انہوں نے بڑھاپے میں فرمایا: ثم لا يعود ورنہ اصل حدیث میں یہ الفاظ موجود نہیں، لیجئے جرح مفصل حاضر ہے۔ اب یہ حدیث یقیناً ضعیف ہے جو قابل عمل نہیں۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں:

ایک یہ کہ یزید ابن ابی زیادہ ابوداؤد کی اس روایت میں ہیں۔ مگر امام صاحب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اسناد میں نہیں تو یہ اسناد ابوداؤد کو ضعیف ہو کر ملی مگر امام ابوحنیفہ کو صحیح ہو کر ملی تھی۔ ابوداؤد کا ضعف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے مضر کیوں ہوگا۔

دوسرے یہ کہ رفع یدین نہ کرنے کی حدیث بہت اسنادوں سے مروی ہے سب میں یزید ابن ابی زیاد موجود نہیں۔ اگر یہ اسناد ضعیف ہے تو باقی اسنادیں کیوں ضعیف ہوں گی۔

تیسرے یہ کہ امام ترمذی نے رفع یدین نہ کرنے کی حدیث کو حسن فرمایا اور بہت صحابہ کا اس پر عمل بیان کیا، آپ کی نظر ابوداؤد کے ضعیف کہنے پر تو گئی مگر امام ترمذی کے حسن فرمانے پر نہ گئی اور صحابہ کے عمل پر نہ گئی یہ کیوں۔

چوتھے یہ کہ اگر اس حدیث کی ساری اسنادیں بھی ضعیف ہوں تب بھی سب ضعیف اسنادیں مل کر قوی ہو جائیں گی۔جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں۔

پانچویں یہ کہ عام علماء اولیاء جمہور ملت اسلامیہ کا رفع یدین نہ کرنے پر عمل رہا اور ہے اس سے بھی یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔سوائے مٹھی بھر وہابیوں کے،سب ہی اس پر عامل ہیں۔تعجب ہے کہ آپ کی ڈیڑھ آدمیوں کی جماعت تو حق پر ہو مگر عام امت رسول اللہ گمراہی پر۔خیال رہے کہ دنیا میں پچانوے فیصد مسلمان حنفی المذہب ہیں اور پانچ فیصد دیگر مذاہب۔اس اندازہ کی صحت حرمین طیبین جا کر معلوم ہوتی ہے۔جہاں ہر ملک کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔بے چارے وہابی تو کسی شمار میں نہیں۔یہ شاید ہزار میں ایک ہوں گے۔سرکار فرماتے ہیں:

ماراٰہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسنO

ترجمہ: جسے عامۃ المومنین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

اتبعوا السواد الاعظم فانہٗ من شذ شذ فی النارO

ترجمہ: میری امت کے بڑے گروہ کی پیروی کرو۔جو بڑی جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں الگ جائے گا۔

خیال رہے کہ شافعی، مالکی، حنبلی، حنفی سب ایک گروہ ہے کہ عقائد سب کے ایک ہیں،سب مقلد ہیں۔غیر مقلد مٹھی بھر جماعت مسلمانوں سے عقائد میں بھی علیحدہ ہے۔اعمال میں جداگانہ لہٰذا احناف کی کوئی حدیث ضعیف ہو سکتی ہی نہیں۔امت کے عمل سے قوی ہے،دیکھو مقدمہ

اعتراض ۴: تمہاری پیش کردہ حدیث نمبرا جو ترمذی وغیرہ نے حضرت ابن مسعود سے نقل کی وہ مجمل ہے کیونکہ اس میں نماز کا سارا طریقہ بیان نہ کیا گیا۔صرف یہ فرمایا گیا کہ ابن مسعود نے صرف ایک دفعہ ہاتھ اٹھایا آگے کیا کیا، یہ مذکور نہیں۔اور مجمل حدیث ناقابل عمل ہوتی ہے (ڈیرہ غازی خان کے ایک لائق وہابی)

جواب: جناب یہ حدیث مجمل نہیں، مطلق نہیں، عام نہیں، مشترک لفظی یا معنوی نہیں، بلکہ حدیث مختصر ہے۔ مختصر پر عمل کو کس نے منع کیا اور مجمل بھی بعد بیان متکلم قابل عمل بلکہ واجب العمل ہو جاتی ہے کیونکہ مجمل بیان متکلم کے بعد محکم ہو جاتی ہے۔

ہمارا اعلان: دنیا بھر کے وہابی مقلدوں کو اعلان ہے کہ مطلق عام، مجمل، مشترک معنوی، مشترک لفظی میں فرق بتائیں۔اوران میں سے ہر ایک کی جامع مانع تعریف کریں۔مگر قرآن وحدیث کی روشنی میں اصول فقہ یا منطق کو ہاتھ نہ لگائیں۔

وہابیو! تم حدیث کے غلط ترجمے کئے جاؤ۔تمہیں ان علمی چیزوں سے کیا تعلق، کسی حنفی عالم سے مجمل کا لفظ سن لیا ہوگا تو دھونس جمانے کے لئے یہاں اعتراض جڑ دیا اوراس میں یہ سنا ہوا لفظ استعمال کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے علوم کے دریا تو مقلدین کے سینوں میں بہائے ہیں۔

اعتراض ۵: ابوداؤد، ترمذی، دارمی، ابن ماجہ نے حضرت ابوحمید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی۔جس میں رفع یدین کے متعلق ہے عبارت یہ ہے:

ثم یکبرو یرفع یدیه حتّٰی یحاذی بھما منکبیه ثم یر کع ویضع راحتیه علٰی و کبتیه، ثم یرفع راسهٗ فیقول سمع الله لمن حمدهٗ ثم یرفع یدیه حتّٰی یحاذی بھما منکبیه الخo

ترجمہ: پھر آپ تکبیر کہتے تھے اوراپنے ہاتھ اتنے اٹھاتے کہ کندھوں کے مقابل اوراپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے پھر اپنا سر اٹھاتے پھر کہتے: سمع الله لمن حمده، پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل ہوجاتے۔

ابوحمید ساعدی نے جماعت صحابہ میں یہ حدیث پیش کی۔جس میں بوقت رکوع رفع یدین کا ذکر ہے اورسب نے ان کی تصدیق کی۔معلوم ہوا رفع یدین حضور کا فعل ہے اورصحابہ کی تصدیق وعمل لہٰذا اس پر عمل ہم کو بھی چاہیئے

(نوٹ یہ حدیث وہابی غیرمقلدوں کی انتہائی دلیل ہے جس پر انہیں بہت ناز ہے)

جواب: اس کے چند جواب ہیں غور سے ملاحظہ کرو:

ایک یہ کہ یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے قابل عمل نہیں کیونکہ اس حدیث کی اسناد ابوداؤد وغیرہ میں یہ ہے:

حدثنا مسدد قال حدثنا یحیٰی وھٰذا حدیث احمد قال حدثنا عبدالحمید یعنی ابن جعفر اخبرنی محمد ابن عمرو ابن عطاء قال سمعت ابا حمید الساعدی فی عشرۃ الخo

ترجمہ: ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں ہمیں یحیٰی نے حدیث سنائی۔احمد نے فرمایا کہ ہمیں عبدالحمید ابن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد ابن عمرو ابن عطاء نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو

حمیدساعدی سے دس صحابہ کی جماعت میں سنا۔

ان میں سے عبدالحمید ابن جعفر سخت مجروح وضعیف ہیں، دیکھو طحاوی۔ دوسرے محمد ابن عمر ابن عمرو ابن عطاء نے ابوحمید ساعدی سے ملاقات ہی نہیں کی۔ اور کہہ دیا میں نے ان سے سنا ہے لہٰذا یہ غلط ہے۔ درمیان میں کوئی راوی چھوٹ گیا جو مجہول ہے (طحاوی) ان دونقصوں کی وجہ سے یہ حدیث ہی نا قابل عمل ہے مگر چونکہ آپ کے موافق ہے۔ اس لئے آپ کو مقبول ہے۔ کچھ تو شرم کرو۔

دوسرے یہ کہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی ہے:

ثم اذا قام من الر کعتین کبر ورفع یدیه حتٰی یحاذی بھما منکبیه کما کبر عند افتتا ح الصلوٰۃ٥

ترجمہ: پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو تکبیر فرماتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے جیسے کہ نماز کے شروع پر کیا تھا۔

فرمائیں آپ دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔

تیسرے یہ کہ جب ابوحمید ساعدی نے یہ حدیث صحابہ کے مجمع میں پیش کی تو ان بزرگوں نے فرمایا جو ابوداؤد میں ہے:

قالو ا فلما فو الله ما کنت با کثر نا لهٗ تبعة و اقدمنا لهٗ صحبة قال بلیٰ٥

ترجمہ: انہوں نے فرمایا کہ تم ہم سے زیادہ حضور کی نماز کے کیسے واقف ہو گئے نہ تو تم ہم سے زیادہ حضور کیساتھ رہے نہ ہم سے پہلے تم صحابی بنے تو ابوحمید بولے بیشک ایسا ہی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابوحمید نہ تو صحابہ میں فقیہ و عالم ہیں نہ انہیں حضور کی زیادہ صحبت میسر ہوئی اور سیدنا عبداللہ ابن مسعود عالم فقیہ صحابی ہیں جو حضور کے ساتھ سایہ کی طرح رہے۔ وہ رفع یدین کے خلاف روایت کرتے ہیں۔ تو یقیناً ابوحمید کی روایت کے مقابل میں حضرت ابن مسعود کی روایت زیادہ معتبر ہے جیسا کہ تعارض احادیث کا حکم ہے لہٰذا تمہاری یہ حدیث بالکل نا قابل عمل ہے۔

چوتھے یہ کہ ابوحمید ساعدی نے یہ نہ فرمایا کہ حضور نے آخر حیات شریف تک رفع یدین کیا۔ صرف یہ فرمایا کہ حضور ایسا کرتے تھے مگر کب تک، اس سے خاموشی ہے۔ ہم پہلی فصل میں حدیث پیش کر چکے ہیں کہ رفع یدین کی حدیثیں منسوخ ہیں۔ لہٰذا یہ اس منسوخ حدیث کا بیان ہے کہ ایک زمانہ میں حضور ایسا کرتے تھے۔ اب لائق عمل نہیں۔

پانچویں یہ کہ یہ حدیث قیاس شرعی کے خلاف ہے اور سیدنا ابن مسعود کی روایت قیاس کے مطابق۔ لہٰذا وہ

حدیث واجب العمل ہے اور تمہاری یہ روایت واجب الترک ۔ کیونکہ جب احادیث میں تعارض ہو تو قیاس شرعی سے ایک کو ترجیح ہوتی ہے۔اس کی بہت مثالیں موجود ہیں ۔ دیکھوایک حدیث میں ہے:

الوضوء مما مسته النارo

ترجمہ: آگ کی پکی چیز کے استعمال سے وضو کرنا واجب ہے۔

دوسری حدیث شریف میں وارد ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرما کر بغیر وضو کئے نماز پڑھی ۔ یہاں حدیثوں میں تعارض ہوا تو پہلی حدیث چھوڑ دی گئی کہ قیاس کے خلاف ہے۔ دن رات گرم پانی سے وضو کیا جاتا ہے۔ دوسری حدیث واجب العمل ہوئی کہ قیاس کے مطابق ہے ایسے ہی یہاں ہے۔

چھٹے یہ کہ عام صحابہ کرام کا عمل تمہاری پیش کردہ حدیث کے خلاف رہا جیسا کہ ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کی نظر میں رفع یدین کی حدیث منسوخ ہے۔

ساتویں یہ کہ ابوحمید ساعدی کی اس روایت میں عبدالحمید ابن جعفر اور محمد ابن عمر و ابن عطاء ایسے غیر معتبر راوی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ چنانچہ امام ماروی نے جوہر نقی میں فرمایا کہ عبدالحمید منکر الحدیث ہے۔ یہ امام ماروی وہ ہیں جنھیں یحیٰ ابن سعید فرماتے ہیں:

هو امام الناس فی هذا البابo

ترجمہ: حدیث کے فن میں وہ امام ہیں۔

محمد ابن عمر و ایسا جھوٹا راوی ہے کہ اس کی ملاقات ابوحمید ساعدی سے ہرگز نہ ہوئی۔ مگر کہتا ہے: سمعت ”میں نے ان سے سنا۔“ ایسے جھوٹے آدمی کی روایت موضوع یا کم سے کم اول درجہ مدلس ہے۔ نیز اس حدیث کی اسناد میں سخت اضطراب ہے۔ اسناد بھی مضطرب ہے اور متن بھی ۔ چنانچہ عطاف ابن خالد نے جب یہ روایت کی تو محمد ابن عمر و اور ابوحمید ساعدی کے درمیان ایک مجہول الحال راوی بیان کیا لہٰذا یہ حدیث مجہول بھی ہے۔ غرضیکہ اس حدیث میں ایک نہیں، بہت خرابیاں ہیں، یہ منکر بھی ہے، مضطرب بھی مدلس یا موضوع بھی، مجہول بھی ہے۔ دیکھو حاشیہ ابوداؤد یہ ہی مقام ایسی روایت تو نام لینے کے قابل بھی نہیں ۔ چہ جائیکہ اس سے دلیل پکڑی جاوے۔

آٹھویں یہ کہ بخاری نے بھی ابوحمید ساعدی کی یہ روایت لی ہے۔ مگر نہ اس میں ایسے راوی ہیں نہ وہاں رفع یدین کا ذکر ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف باب صفۃ الصلوٰۃ اگر ان کی روایت میں رفع یدین کا ذکر درست ہوتا تو امام بخاری

ہرگز نہ چھوڑتے۔ بہر حال تمہاری یہ حدیث کسی لحاظ سے توجہ کے قابل نہیں۔

حنفی بھائیو! رفع یدین غیر مقلد وہابیوں کا چوٹی کا مسئلہ ہے اور یہ حدیث ابوحمید ساعدی ان کی مایہ ناز دلیل ہے جو وہابیوں کے بچہ بچہ کو حفظ ہوتی ہے۔ عام حنفی لوگ ان کی لن ترانیاں دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ان کے دلائل بڑے خوب قوی ہیں۔ الحمدللہ کہ اس دلیل کے پرخچے اڑ گئے۔ اب وہابی یہ حدیث پیش کرنے کی ہمت نہیں کر سکتے۔

خیال رہے کہ وہابیوں کی کسی اسناد کا مجروح ہو جانا وہابیوں کے لئے قیامت ہے کیونکہ ان کے مذہب کی بنیاد صرف انہیں اسنادوں پر ہی ہے اگر ایک اسناد غلط ہوگئی تو سمجھو کہ ان کے مذہب کی آنکھ پھوٹ گئی کیونکہ ان بیچاروں کا سوائے ان اسنادوں کے کوئی سہارا نہیں۔ یہ بے پیرے، بے مرشدے، بے نورے اس آیت کے مصداق ہیں۔

رب فرماتا ہے:

ومن یضلل فلن تجد لہٗ ولیا مرشداo (کہف:۱۷)

ترجمہ: جسے اللہ گمراہ کرے اسے نہ کوئی ولی ملے نہ پیر مرشد۔

نیز رب فرماتا ہے:

ومن یلعن اللہ فلن تجد لہٗ نصیراo (النساء:۵۲)

ترجمہ: جس پر خدا لعنت کرتا ہے اس کا کوئی مددگار نہیں۔

لیکن احناف کی حدیث کی کسی اسناد کے مجروح ہونے سے احناف پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہمارے مسائل فقہیہ کا دارومدار ان اسنادوں پر نہیں۔ بلکہ حضرت امام الائمہ کاشف الغمہ سراج امہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فرمان پاک پر ہے۔ وہ امام اعظم جوامت کا چراغ ہے امام بخاری وعام محدثین کے استادوں کا استاد ہے۔ جس کے زیر دامن ہزارہا اولیاء اور علماء ہیں جن کا مذہب ہر اس جگہ موجود ہے جہاں دین رسول موجود ہے۔ ان کے قول ہمارے مسائل کی دلیل ہیں۔ ہاں امام اعظم کی دلیلیں آیات قرآنیہ اور وہ صحیح احادیث ہیں جن پر کوئی خدشہ ہے نہ غبار، کیونکہ امام اعظم حضور ﷺ سے بہت قریب زمانہ میں ہیں۔

مثال: دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی میراث تقسیم نہ فرمائی حالانکہ قرآن کریم میں تقسیم میراث کا حکم ہے۔ جب ان کی خدمت میں یہ سوال ہوا تو فرمایا کہ میں نے حضور سے سنا ہے کہ انبیاء کرام کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ چونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود براہ راست یہ حدیث سنی تھی، بے دھڑک اس پر عمل کیا۔ اگر اس حدیث

سے ہم استدلال کرتے تو ہم کو ہزارہا مصیبتیں پیش آجاتیں۔ اسناد پر ہزار ہا قسم کی جرح ہوجاتی۔ مگر صدیق اکبر کی آنکھوں نے خاموش قرآن میں تقسیم میراث کا حکم دیکھا تھا۔ لیکن ان کے کانوں نے بولتے ہوئے قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس حکم سے انبیاء کرام مستثنیٰ ہیں۔ جیسے صدیق اکبر کی حدیث جرح وقدح سے پاک ہے۔ ایسے ہی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایات جرح وقدح سے پاک، کہ ان کا زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہے۔ لہٰذا وہابیوں کے لئے یہ اسنادیں آفت ہیں ہم مقلدوں پر ان جرحوں کا کوئی اثر نہیں۔ دیکھو ہم نے پہلی فصل میں جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اسناد پیش کی سبحان اللہ کیسی پاکیزہ اسناد ہے کیا کسی وہابی میں ہمت ہے کہ اسناد پر جرح کرسکے۔

اعتراض ٦: بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلٰوۃ و اذا کبر للرکوع اذا رفع راسہٗ من الرکوع رفعھما کذالک وقال سمع اللہ لمن حمدہٗ ربنا لک الحمد و کان لایفعل ذالک فی السجود o

ترجمہ: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ شریف کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے، تب بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے اور فرماتے: سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد اور سجدہ میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔

یہ حدیث مسلم و بخاری کی ہے۔ نہایت صحیح اسناد ہے۔ جس سے رفع یدین رکوع کے وقت بھی ثابت ہے اور بعد رکوع بھی۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں:

ایک یہ کہ اس حدیث میں یہ تو ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں رفع یدین کرتے تھے۔ مگر یہ ذکر نہیں کہ آخر وقت حضور کا یہ فعل شریف رہا۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ واقعی رفع یدین اسلام میں پہلے تھا بعد کو منسوخ ہوگیا۔ اس حدیث میں اسی منسوخ فعل شریف کا ذکر ہے۔ اس کا منسوخ ہونا ہم پہلی فصل میں بیان کرچکے۔

دوسرے یہ کہ صحابہ کرام نے رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کی نظر میں رفع یدین منسوخ ہے۔ چنانچہ دارقطنی میں صفحہ ۱۱۱ پر سیدنا عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی:

قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر ومع عمر فلم یرفعوا ایدیھم الا

عند التكبيرة الاولٰى فى افتتاح الصلوٰة o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ان حضرات نے شروع نماز تکبیر اولیٰ کے سوا اور کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔

فرماؤ جناب اگر رفع یدین سنت باقیہ ہے تو ان بزرگوں نے اس پر عمل کیوں چھوڑ دیا۔

تیسرے یہ کہ اس حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ ابن عمر ہیں اور ان کا خود اپنا عمل اس کے خلاف کہ آپ رفع یدین نہ کرتے تھے۔جیسا کہ ہم پہلی فصل میں نقل کر چکے اور جب راوی کا اپنا عمل اپنی روایت کے خلاف ہو تو معلوم ہوگا کہ یہ حدیث خود راوی کے نزدیک منسوخ ہے۔ہم پہلی فصل میں یہ بھی دکھا چکے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔ان صحابہ کے عمل نے اس حدیث کا نسخ ثابت کیا۔

چوتھے یہ کہ رسالہ آفتاب محمدی میں ہے کہ یہ حدیث ابن عمر سے چند اسنادوں سے مروی ہے اور وہ سخت ضعیف ہیں کیونکہ ایک روایت میں یونس ہے جو سخت ضعیف ہے جیسا کہ تہذیب میں ہے،اس کی دوسری اسناد میں ابوقلابہ ہے جو خارجی المذہب تھا یعنی ناصبی، دیکھو تہذیب۔تیسری اسناد میں عبداللہ ہے یہ پکا رافضی تھا۔چوتھی اسناد میں شعیب ابن اسحاق ہے یہ بھی مرجیہ مذہب کا تھا۔غرضیکہ رفع یدین کی حدیثوں کے راوی روافض بھی ہیں کیونکہ یہ روافض کا عمل ہے وہ رفع یدین کرتے ہیں۔

اعتراض ۷: بخاری شریف نے حضرت نافع سے روایت کی:

ان ابن عمر كان اذا دخل فى الصلوٰة كبر رفع يديه و اذا قال سمع الله لمن حمدهٗ رفع يديه و اذا قام مين الر كعتين رفع يديه ورفع ذالك ابن عمر الى النبى صلى الله عليه وسلم o

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب سمع الله لمن حمده کہتے جب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس فعل کو آپ ﷺ کی طرف مرفوع فرماتے تھے۔

دیکھو سیدنا عبداللہ ابن عمر بوقت رکوع رفع یدین کرتے تھے۔رفع یدین سنت صحابہ بھی ہے۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں:

ایک یہ کہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے کہ اس میں دو رکعتوں سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین ثابت ہے۔تم

لوگ صرف رکوع پر کرتے ہو۔دو رکعتوں سے اٹھتے وقت نہیں کرتے۔

دوسرے یہ کہ ہم پہلی فصل میں حدیث بیان کر چکے ہیں کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی وہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔اب حضرت ابن عمر کے دو فعل نقل ہوئے بوقت رکوع ہاتھ اٹھانا اور نہ اٹھانا۔ان دونوں حدیثوں کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ نسخ کی خبر سے پہلے آپ ہاتھ اٹھاتے تھے۔کیونکہ اس حدیث میں وقت کا ذکر نہیں کہ کب اور کس زمانہ میں اٹھاتے تھے۔لہٰذا دونوں حدیثیں جمع ہو گئیں چنانچہ طحاوی شریف میں ہے:

فقد يجوز ان يكون ابن عمر فعل ماراٰه طاوس يفعلهٗ قبل ان تقوم عندهٗ الحجة بنسخهٖ ثم قامت عنده الحجة بنسخهٖ فتركهٗ وفعل ما ذكرهٗ عنه مجاهدo

ترجمہ: جائز ہے کہ سیدنا ابن عمر نے رفع یدین جو طاؤس نے دیکھا، ثبوت نسخ سے پہلے کیا ہو۔پھر جب سیدنا عبداللہ ابن عمر کو رفع یدین کے نسخ کی تحقیق ہوگئی تو چھوڑ دیا اور وہ کیا جو مجاہد نے دیکھا، رفع یدین نہ کرنا۔

بہر حال ہمارے نزدیک دونوں حدیثیں درست ہیں۔مختلف وقتوں میں مختلف عمل ہیں۔مگر وہابیوں کو ایک حدیث چھوڑنا پڑتی ہے۔کسی حدیث کو چھوڑنے سے دونوں جمع کرنا بہتر ہے۔

اعتراض ۸: مسلم علیہ الرحمۃ شریف نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی۔جس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

فلما قال سمع الله لمن حمدهٗ رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيهo

ترجمہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمع الله لمن حمده فرمایا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب سجدہ کیا تو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں کیا۔

اس سے بھی رفع یدین ثابت ہے۔

جواب: حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سیدنا عبداللہ ابن مسعود کی روایت کے مقابلہ میں معتبر نہیں۔حضرت وائل ابن حجر صرف ایک بار ہاتھ اٹھانے کی روایت کرتے ہیں۔کیونکہ وائل ابن حجر دیہات کے رہنے والے تھے۔جنہوں نے ایک آدھ بار حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔انہیں نسخ احکام کی خبر بمشکل ہوتی تھی مگر حضرت ابن مسعود حضور کے ساتھ رہتے تھے بڑے عالم وفقیہ صحابی تھے۔نیز حضرت وائل بن حجر حضور کے پیچھے آخری صف میں کھڑے ہوئے ہوں گے، حضرت ابن مسعود صف اول میں خاص حضور کے پیچھے کھڑے ہونے والے صحابی ہیں کیونکہ

حضور کے پیچھے علماء فقہاء صحابہ کھڑے ہوتے تھے خود سرکار نے حکم دیا تھا کہ:

لیلینی منکم اولو الا حلام و النہٰیo

ترجمہ: تم میں سے مجھ سے قریب وہ رہے جو علم وعقل والا ہو۔

چنانچہ مسند امام اعظم میں ہے کہ کسی نے سیدنا ابراہیم نخعی سے حضرت وائل ابن حجر کی اس روایت کے متعلق دریافت کیا۔ جس میں انہوں نے رفع یدین کا ذکر کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نخعی نے نفیس جواب دیا۔

فقال: ھو اعرابی لا یعرف شرائع الاسلام ولم یصل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا صلٰوۃ واحدۃ وقد حدثنی من لا احصی عن عبداللہ ابن مسعود انہٗ کان یرفع یدیہ فی بدء الصلٰوۃ فقط وحکاہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عبداللہ عالم بشرائع الا سلام وحدودہٖ متفقد لا حوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ملازم لہٗ فی اقامتہٖ و فی اسفارہٖ وقد صلّٰی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم مالایحصٰیo

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ وائل ابن حجر دیہات کے رہنے والے تھے، اسلام کے احکام سے پورے واقف نہ تھے حضور کے ساتھ ایک آدھ ہی نماز پڑھ سکے اور مجھ سے بیشمار شخصوں نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی کہ آپ صرف ابتداء نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہ حضور سے نقل فرماتے تھے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ احکام اسلام سے خبردار، حضور ﷺ کے حالات کی تحقیقی خبر رکھنے والے، حضور کے سفر و حضر کے ساتھی تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیشمار نمازیں پڑھیں۔

خلاصہ یہ کہ عالم وفقیہ اور حضور کے ساتھ ہمیشہ رہنے والے صحابی کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے لہٰذا حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت قابل عمل ہے۔ اور اس روایت کے مقابل سیدنا وائل ابن حجر کی روایت نا قابل عمل، انہوں نے رفع یدین کے نسخ سے پہلے کا فعل ملاحظہ کیا اور وہ ہی نقل فرمادیا۔

اعتراض ۹: اگر تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کرنا چاہئے تو آپ لوگ نماز عید اور نماز وتر میں رکوع کے وقت رفع یدین کیوں کرتے ہو؟ کیا وہ دونوں نمازیں نماز نہیں؟ (بعض ڈیرہ غازی خانی وہابی)

جواب: اس سوال سے آپ کی بے بسی ظاہر ہو رہی ہے۔ احادیث میں تو آپ رہ گئے۔ اب لگے اٹکل پچو بہانہ بنانے۔ جناب یہاں گفتگو اس رفع یدین میں ہے۔ جسے آپ سنت نماز یا سنت رکوع سمجھے بیٹھے ہیں۔ عیدین اور وتر

کے رفع یدین سنت رکوع نہیں۔ بلکہ نماز عید اور دعا قنوت کی سنتیں ہیں۔ اسی لئے عید میں ایک رکعت میں تین بار رفع یدین ہوتا ہے اور وتر میں رکوع سے پہلے نہیں بلکہ دعا قنوت سے پہلے ہوتا ہے جیسے نماز عید میں خطبہ جماعت وغیرہ اور نماز وتر میں دعائے قنوت تین رکعت وغیرہ خصوصی صفات ہیں۔ ایسے ہی چھ تکبیریں اور چھ دفعہ رفع یدین نماز عید کی خصوصیت ہے۔ اگر نماز پنجگانہ کو نماز عید یا نماز وتر پر قیاس کرتے ہو تو اے وہابیو! ہر رکوع پر تین دفعہ رفع یدین کیا کرو اور ہر نماز میں دعائے قنوت پڑھا کرو۔

اعتراض ۱۰: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورۂ کوثر شریف نازل ہوئی تو حضور نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا: اے جبریل نحر کیا چیز ہے جس کا مجھے نماز کے ساتھ حکم دیا تو حضرت جبریل نے فرمایا اس نحر سے مراد قربانی نہیں بلکہ:

اذا تحرمت للصلوٰة ان ترفع یدیك اذا كبرت واذا ركعت واذا رفعت راسك من الركوع فانها صلوٰتنا وصلوٰة الملئكة الذين فی السموٰت السبعo

ترجمہ: جب آپ نماز کی تکبیر تحریمہ کہیں تو اپنے ہاتھ اٹھائیں اور جب رکوع کریں اور جب اپنا سر اٹھائیں کیونکہ یہ ہی ہماری نماز ہے اور ان فرشتوں کی نماز ہے جو سات آسمانوں میں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم نے جیسے نماز کا حکم دیا ہے ویسے ہی رفع یدین کا بھی حکم دیا۔ لہٰذا رفع یدین ایسا ہی ضروری ہے جیسے نماز ضروری ہے۔ کہ رب نے فرمایا **فصل لربك وانحر** یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے بھی رفع یدین کرتے ہیں تو جو لوگ رفع یدین نہ کریں وہ حضور کے بھی مخالف ہیں صحابہ کرام کے بھی اور فرشتوں کے بھی۔ فرش وعرش پر رفع یدین ہوتا ہے تم لوگ ایک امام ابوحنیفہ کی پیروی میں ان تمام مقدسین کی مخالفت نہ کرو۔

نوٹ ضروری: ڈیرہ غازی خان کے وہابی مقلدوں کی طرف سے رفع یدین کے متعلق ایک ٹریکٹ مفت تقسیم ہوا مجھے بھی بھیجا گیا۔ اس میں یہ اعتراض بہت جوش کے لب ولہجہ میں مذکور ہے۔ اب تک پرانے وہابیوں کو نہ سوجھا تھا۔

جواب: وہابی جی! تم نے یا تمہارے کسی ہم نوا نے جھوٹی حدیث گھڑ تو لی۔ مگر گھڑنا نہ آئی جھوٹ بولنے کے لئے بھی سلیقہ درکار ہے۔ تمہاری اس گھڑی ہوئی حدیث نے ہی تمہارے مذہب کا بیڑا غرق کر دیا۔ چونکہ تم نے اس کی اسناد بیان نہ کی اس لئے اسناد پر بحث نہیں کی جاسکتی اور نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا گھڑنے والا کون ہے۔ البتہ متن حدیث پر چند طرح گفتگو ہے:

ایک یہ کہ آپ نے نحر کے معنی کیئے رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانا یہ لغت کی کون سی کتاب سے ثابت ہیں۔ نحر کے معنی ہاتھ اٹھانا رکوع سے پہلے اور بعد۔ اتنے معنی کی پوٹلی ایک لفظ نحر میں کس نے بھر دی۔ کیا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لغت عرب کی خبر نہ تھی جو نحر کے معنی یہ بتا گئے پھر نبی ﷺ اور اہل بیت اطہار نے بھی نہ پوچھا کہ اے جبریل! نحر کے یہ انوکھے معنی کہاں سے لئے گئے اور کیسے لئے گئے لغت کا حوالہ پیش کرو۔ اگر قرآن و حدیث کے معانی ایسے ہونے شروع ہوگئے تو دین کا رب ہی حافظ ہے۔ صلوۃ کے معنی روٹی کھانا، زکوٰۃ کے معنی پانی پینا ، حج کے معنی کپڑے پہننا صوم کے معنی چارپائی پر سونا، جہاد کے معنی دکانداری کرنا کرلو۔ چلو اسلام کے پانچوں ارکان ختم۔ ذرا شرم کرو اپنے نامہذب مذہب کو بنانے کے لئے کیوں ایسی حدیثیں گھڑتے ہو۔

دوسرے یہ کہ یہاں نحر صلوٰۃ پر معطوف ہے، اور معطوف ہمیشہ معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ تو چاہئے کہ نحر سے مراد رفع یدین نہ ہو کہ یہ نماز کا جز ہے نہ کہ نماز کا غیر۔

تیسرے یہ کہ جب وانحر کے معنی ہوئے رفع یدین کرو اور یہ امر قرآن کریم میں نماز کے حکم کے ساتھ مذکور ہوا تو چاہئے کہ جیسے نماز فرض قطعی ہے ک اس کا منکر دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے رفع یدین فرض قطعی ہو کہ اس کے سارے منکر کافر ہوں تو تمہاری ساری جماعت اسے فرض کیوں نہیں کہتی، صرف سنت کیوں کہتی ہے اور جب غیر مقلد حنفیوں میں پھنسیں تو رفع یدین چھوڑ کیوں دیتے ہیں یہ کہہ کر کہ رفع یدین کرنا بھی سنت ہے نہ کرنا بھی، جس پر چاہو عمل کرلو۔ بتاؤ اس کی فرضیت کے منکر ہو کر تمام وہابی کون ہوئے۔

چوتھے یہ کہ کسی محدث نے رفع یدین کو فرض قطعی نہ کہا۔ امام ترمذی نے رفع یدین نہ کرنے کی حدیث کو حسن فرما کر فرمایا کہ اس پر بہت علماء صحابہ وتابعین کا عمل ہے۔ فرماؤ امام ترمذی اور سارے محدثین رفع یدین کی فرضیت کا انکار کرکے تمہارے نزدیک اسلام کے دائرے میں رہے یا نہیں اور اب ان کی کتب سے حدیث لینا شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔

پانچویں یہ کہ ہم پہلی فصل میں دلائل سے ثابت کر چکے کہ حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی مرتضیٰ، عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم، اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔ بلکہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے سخت منع فرماتے تھے تو اتنا بڑا فریضہ قرآنی جو نماز کی طرح فرض ہو، ان صحابہ پر مخفی رہا اور آج چودہ سو برس کے بعد ڈیرہ غازی خان کے ایک مولوی کو معلوم ہوا۔ حیرت در حیرت کا باعث ہے یا نہیں۔

چھٹے یہ کہ تم نے یہ گھڑی ہوئی حدیث حضرت امیر المومنین مولائے کائنات علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کی تو حیرت ہے کہ حضرت علی خود یہ روایت بیان فرماتے ہیں اور خود ہی اس کے خلاف کرتے ہیں کہ رفع یدین نہیں فرماتے آخر خود کیوں عمل چھوڑ دیا۔

ساتویں یہ کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے وانحر کے معنی پوچھے اور پھر خود اس پر عمل نہ فرمایا۔ جیسا کہ ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ رفع یدین کی ایسی ہی تبلیغ فرمائی جاتی ہے۔ جیسے نماز کی فرضیت کی تبلیغ کی گئی اور رفع یدین نہ کرنے والوں پر ایسے ہی جہاد کیا جاتا۔ جیسے حضرت صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکروں پر فرمایا۔ ملا جی! حدیث گھڑنے سے پہلے تمام اونچ نیچ سوچ سمجھ لینی چاہئے۔

مسلمانو! غور کرو یہ ہے ان لوگوں کی اتباع حدیث جو ہم سے ہر مسئلہ پر بخاری و مسلم کی حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اپنے لئے ایسی بے تکی حدیثیں گھڑ لینے میں خوف خدا نہیں کرتے۔ شاید اہل حدیث کے معنی ہیں: حدیث بنانے والے، حدیث ڈھالنے والے۔

اعتراض ۱۱: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اذا ثبت حدیث فھو مذھبی ہ

ترجمہ: جب کوئی حدیث ثابت ہو جاوے تو وہی میرا مذہب ہے۔

چونکہ رفع یدین قراءت خلف الامام کے متعلق ہم کو ثابت ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول حدیث کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم نے ان کا قول دیوار سے مار دیا اور حدیث رسول پر عمل کیا۔ خود تحقیق کر کے حدیث پر عمل کرنا یہ ہی حنفیت ہے (عام وہابی)

جواب: جی ہاں اور خاص کر جبکہ حدیث کے محقق آپ جیسے محققین (حقہ پینے والے) ہوں جنہیں استنجا کرنے کی تمیز نہیں جو بخاری کو بکھاری۔ مسلم کو مسلم حدیث کو حدیث فرمائیں۔

جناب حضرت امام نے آپ جیسے بزرگوں کو یہ کھلی اجازت نہیں دی۔ امام کے فرمان کا ترجمہ یہ ہے:

اذا ثبت حدیث فھو مذھبی ہ

ترجمہ: جب حدیث ثابت ہو گئی تو وہ میرا مذہب ہوئی ہے۔

یعنی اے مسلمانو! ہم نے ہر مسئلہ پر حدیث رسول تلاش کی۔ اور اس کے ہر پہلو پر ہر طرح غور و خوض و بحث

تمحیص کی۔اسناد اور متن پر خوب گرم گرم جرح وقدح کی جب ہر طرح ثابت ہوئی تو اسے اپنا مذہب بنایا گیا۔یہ مذہب بہت پختہ اور تحقیقی ہے۔لہٰذا تم خود حدیث کے سمندر میں نہ کودنا ایمان کھو بیٹھو گے،ہمارے نکالے ہوئے موتی استعمال کرنا۔سمندر سے موتی نکالنا ہر ایک کا کام نہیں۔صرف غواص کا کام ہے۔اگر پنسار ی کی دکان کی دوائیں بیمار پانی رائے سے استعمال کرے گا تو وہ ہلاک ہو جاوے گا۔حکیم کی تجویز سے استعمال کرو۔قرآن حدیث روحانی دواؤں کا دواخانہ ہے۔امام اعظم طبیب اعظم ہیں۔قرآن وحدیث کی دوائیں ہوں،امام برحق مجتہد کی تجویز ہو،دیکھو پھر فائدہ ہوتا ہے یا نہیں۔

حضرت امام کے فرمان کا یہ مطلب نہیں کہ میں نے شریعت کے سارے قوانین ومسائل بغیر سوچے سمجھے اٹکل پچو سے بیان کر دیے ہیں۔اے ناسمجھ نادانو!تم حدیث کے غلط سلط ترجمے کرتے جانا اور مذہب میں فتنے پھیلاتے جانا۔جب ایک قابل طبیب بغیر تحقیق اور بغیر سوچے سمجھے ایک بیمار کے لئے نسخہ نہیں لکھتا تو امام ابوحنیفہ جیسے حکیم ملت سراج امت نے آنکھیں بند کر کے بغیر قرآن وحدیث دیکھے روحانی نسخے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے کیسے لکھ دیے۔رب تعالیٰ سمجھ دے۔